سوال

(57) ھدایۃ النجدین فی حکم المعانقۃ والمصافحۃ بعد العیدین

جواب

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

ھدایۃ النجدین

فی

حکم المعانقۃ والمصافحۃ بعد العیدین

(تنقیح المسائل (مخطوطہ اردو، زیر رقم ۲۲۹ خدا بخش لائبریری پٹنہ، ورق ٦ ب ۔ ۸ ب) یہ فتویٰ مطبع احسن المطابع محلہ گوبند عطار (پٹنہ) سے چھوٹے سائز کے سولہ صفحات پر شائع ہوا تھا، اس پر سنہ طباعت درج نہیں ۔ [ع، ش]

الحمد للہ رب العالمین والصلوۃ والسلام علی رسولہ محمد وآلہ وأصحابہ وأزواجہ أجمعین ۔

سوال : کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس مصافحہ و معانقہ کے بارے میں جو خاص کر کے عیدین میں بعد نماز کے ہوتا ہے ؟ اور مصافحہ اور معانقہ کا ایک ہی حکم ہے یا کوئی فرق ہے ؟ اور ان دونوں کا کون سا وقت اور موقع ہے ؟ جواب اس کا حدیث اور فقہ سے دیا جائے ۔

الجواب بعون الوہاب بشرط صحة السؤال

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ!

الحمد للہ، والصلاة والسلام علیٰ رسول اللہ، أما بعد!

اِنِ الۡحُكۡمُ اِلَّا لِلّٰہِ (یوسف : ۴۰) ’’حکم صرف اللہ عظیم ہی کا چلتا ہے ۔‘‘

جاننا چاہیے کہ مصافحہ کرنا وقت ملاقات کے احادیث صحیحہ سے ثابت ہے ۔ پس جب اور جس وقت دو مسلمان ملاقی ہوں، دونوں بعد سلام کے مصافحہ کریں ۔ سنن الترمذی میں ہے :

’’عن البراء بن عازب قال قال رسول اللہ ﷺ : ما من مسلمین یلتقیان فیتصافحان إلا غفر لھما قبل أن یتفرقا‘‘ قال الترمذي : ’’حدیث حسن‘‘ (سنن الترمذي، رقم الحدیث ۲۷۲۷)

’’براء بن عازب کے واسطے سے روایت ہے کہ انھوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا : جب دو مسلمان آپس میں ملتے ہیں اور مصافحہ کرتے ہیں تو ان دونوں کی علاحدگی سے قبل ان کے گناہ معاف کردیے جاتے ہیں ۔ ترمذی نے کہا ہے کہ یہ حدیث حسن ہے ۔‘‘

''وعن حذیفة بن الیمان عن النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قال : إن المؤمن لقی المؤمن فسلم علیه، وأخذ بیده تناثرت خطایا هما کما تتناثر ورق الشجر۔ '' رواه الطبرانی فی الأوسط، وسنده حسن۔ (المعجم الأوسط ۱ ۸۴)

''حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے واسطے سے روایت کرتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: مومن، مومن سے ملاقات کرتا ہے اور اس کو سلام کرتا ہے اور اس کا ہاتھ پکڑتا ہے تو ان دونوں کے گناہ اس طرح سے جھڑتے ہیں، جیسے درخت کے پتے جھڑتے ہیں۔ اس کی روایت طبرانی نے اوسط میں کی ہے اور اس کی سند حسن ہے۔''

''وعن سلمان الفارسی أن النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قال : ((إن المسلم إذا لقی أخاه فأخذ بیده تحاتت عنهما ذنوبهما کما یتحات الورق عن الشجرة الیابسة)) رواه الطبرانی باسناد حسن، قاله المنذري۔ (المعجم الکبیر ۶ ۲۵۶) الترغیب والترهیب ۳ ۲۹۱)

''حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ کے واسطے سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ایک مسلمان جب اپنے بھائی سے ملتا ہے اور اس کا ہاتھ پکڑتا ہے تو ان دونوں کے گناہ جھڑتے ہیں، جیسے خشک درخت کے پتے جھڑتے ہیں۔ اس کی روایت طبرانی نے حسن سند کے ساتھ کی ہے، جیسا کہ منذری نے کہا ہے۔''

اور سلام و مصافحہ وقت رخصت کے بھی بعض روایات میں آیا ہے۔

''عن أبی هریرة قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم : ((إذا انتهی أحدکم إلی المجلس فلیسلم فإذا أراد أن یقوم فلیسلم فلیست الأولی بأحق من الآخرة)) رواه أبوداود والترمذي، وحسنه، والنسائی، ولفظ ابن حبان فی صحیحه : إذا جاء أحدکم إلی المجلس فلیسلم فإن بدا له أن یجلس فلیجلس، وإن قام فلیسلم فلیست الأولی بأحق من الآخره))۔ (سنن أبی داود، رقم الحدیث (۵۲۰۸) سنن الترمذي، رقم الحدیث (۲۷۰۶) سنن النسائی الکبری (۶ ۱۰۰) صحیح ابن حبان ۲ ۲۴۷)

''ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جب تم میں سے کوئی مجلس میں جائے تو سلام کہے اور جب مجلس سے کھڑے ہونے کا ارادہ کرے تو بھی سلام کہے، کیونکہ پہلی سلام دوسری سے زیادہ حق دار نہیں ہے۔ اس کی روایت ابوداود اور ترمذی نے کی ہے اور اس کو حسن کہا ہے۔ نسائی نے بھی اسے روایت کیا ہے۔ صحیح ابن حبان کے الفاظ ہیں کہ جب کوئی شخص مجلس میں آئے تو سلام کرے، جہاں جگہ ملے وہاں بیٹھ جائے اور اگر کھڑا ہو تو سلام کرے، کیونکہ پہلی سلام دوسری سے زیادہ حق دار نہیں ہے۔''

''وعن ابن مسعود عن النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قال : من تمام التحیة الأخذ بالید'' رواه الترمذي۔ (سنن الترمذي، رقم الحدیث ۲۷۳۰)

''ابن مسعود رضی اللہ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے واسطے سے روایت کرتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: مکمل سلام و تحیہ ہاتھ کا پکڑنا ہے۔ اس کی روایت ترمذی نے کی ہے۔''

اور معانقہ کرنا حضر میں ثابت نہیں، بلکہ منع ہے، ہاں جو سفر سے آئے، اس سے معانقہ کرنا مستحب ہے اور احادیث صحیحہ سے ثابت ہے۔

''عن أنس قال قال رجل : یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم الرجل منا یلقی أخاه أو صدیقه أینحنی له؟ قال : لا، قال : أفیلتزمه ویقبله؟ قال : لا، قال : فیأخذ بیده ویصافحه؟ قال : نعم'' رواه الترمذي وابن ماجه، قال الترمذي : ''هذا حدیث حسن'' (سنن الترمذي، رقم الحدیث ۲۷۲۸، سنن ابن ماجه، رقم الحدیث ۳۷۰۲)

''انس رضی اللہ عنہ کے واسطے سے روایت ہے کہ ایک آدمی نے پوچھا: اے اللہ کے رسول: ہم میں سے کوئی اپنے بھائی یا دوست سے ملتا ہے تو کیا وہ اس سے جھک کر ملے؟ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: نہیں۔ اس نے پوچھا: کیا وہ اس کو چمٹا لے اور اس کا بوسہ لے؟ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: نہیں۔ پھر اس نے پوچھا کہ اس کا ہاتھ پکڑے اور مصافحہ کرے؟ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہاں۔ اس کی روایت ترمذی اور ابن ماجہ نے کی ہے۔ ترمذی نے کہا ہے کہ یہ حدیث حسن ہے۔''

''وعن عائشة قالت : قدم زید بن حارثة المدینة، ورسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فی بیتی، فأتاه فقرع الباب، فقام إلیه رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم عریانا یجر ثوبه، واللہ ما رأیته لا قبله ولا بعده عریانا فاعتنقه وقبله۔'' رواه الترمذي۔ (سنن الترمذي، رقم الحدیث ۲۷۳۲)

''عائشہ رضی اللہ عنہا کے واسطے سے روایت ہے کہ انھوں نے کہا : زید بن حارثہ مدینے آئے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میرے گھر میں تھے ، وہ میرے گھر آئے اور دستک دی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اسی حالت میں اپنے کپڑے کو گھسیٹتے ہوئے کھڑے ہو کر ان کے پاس گئے ۔ بخدا میں نے اس کے پہلے یا اس کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اس حالت میں کبھی نہیں دیکھا تھا ۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کو گلے لگایا اور ان کا بوسہ لیا ۔ اس کی روایت ترمذی نے کی ہے ۔ ''

''وعن أنس قال : کان أصحاب النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم إذا تلاقوا تصافحوا وإذا قدموا من سفر تعانقوا'' رواہ الطبرانی ، قال المنذري فی الترغیب : ''ورواتہ کلھم محتج بھم فی الصحیح ۔'' (المعجم الأوسط ١ ٣٧ ، الترغیب والترھیب ٣ ٢٩٠)

''حضرت انس رضی اللہ عنہ کے واسطے سے روایت ہے کہ اصحاب نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب آپس میں ملتے تو مصافحہ کرتے اور جب سفر سے لوٹتے تو معانقہ کرتے ۔ اس کی روایت طبرانی نے کی ہے اور منذری نے ''الترغیب'' میں کہا ہے کہ اس کے تمام راوی صحیح میں حجت پکڑے گئے ہیں ۔ ''

امام نووی نے شرح صحیح مسلم اور کتاب الاذکار میں لکھا ہے :

''والمعانقۃ وتقبیل الوجہ لغیر القادم من سفر ونحوہ مکروھان ، نص علی کراھتھما أبو محمد البغوي'' انتھی (شرح صحیح مسلم للنووي ١٥ ١٩٣ ، الأذکار ص : ٣٣٦)

''ایسے شخص کا معانقہ اور چہرے کا بوسہ لینا جو سفر وغیرہ سے واپس نہیں آرہا ہو ، مکروہ ہے ۔ اس کی کراہت کی صراحت ابو محمد بغوی نے کی ہے ۔ ختم شد ۔ ''

وھکذا قال الطیبی فی شرح المصابیح ، وعلی القاري فی المرقاۃ شرح المشکاۃ ۔ (شرح الطیبی ١٠ ٣٠٥٩ ، مرقاۃ المفاتیح ٧ ٤٦٧)

''ایسی ہی بات طیبی نے ''شرح المصابیح'' میں کہی ہے اور ''المشکاۃ'' کی شرح ''المرقاۃ'' میں علی القاری نے کہی ہے ۔ ''

اور شیخ عبدالحق دہلوی ، شرح فارسی مشکوۃ میں لکھتے ہیں :

''مختار مذہب ہمیں است کہ معانقہ و تقبیل در قدوم از سفر جائز است بے کراہت ۔'' انتھی (أشعۃ اللمعات ٤ ٢٥)

''پسندیدہ مسلک یہ ہے کہ سفر سے آتے وقت بوسہ اور معانقہ بغیر کراہت کے جائز ہے ۔ ''

اور فتاویٰ قاضی خان میں ہے :

''یکرہ المعانقۃ'' انتھی (فتاویٰ قاضی خان ١ ١٠٠)

''معانقہ مکروہ ہے ۔ ختم شد ۔ ''

اور مدخل شیخ ابن الحاج مالکی میں ہے :

''وأما المعانقۃ فقد کرھھا مالک ۔'' انتھی (المدخل لابن الحاج ٢ ٢٨٨)

''رہا معانقہ تو اس کو مالک نے مکروہ کہا ہے ۔ ''

پس علماء حنفیہ وشافعیہ ومالکیہ کے نزدیک معانقہ کرنا ایسے شخص سے جائز ہے ، جو کہ سفر سے آتا ہو اور سوائے اس کے مکروہ ہے ۔

باقی رہا مصافحہ و معانقہ بعد نماز عیدین کے، پس اس کا جواب یہ ہے کہ معانقہ و مصافحہ کرنا بعد نماز عیدین کے ناجائز و بدعت ہے اور یہ بدعت اگرچہ مدت قدیمہ سے جاری ہے، مگر زمانہ قرون ثلاثہ میں اس کا وجود نہیں تھا، بعد قرون ثلاثہ کے یہ بدعت حادث ہوئی ہے۔ اور لوگوں کی یہ حالت ہے کہ مصلیٰ یا مسجد میں عیدین کے دن نماز کے لیے جمع ہوتے ہیں اور سارے لوگ ایک جا موجود رہتے ہیں اور ایک کو دوسرے سے ملاقات ہوتی ہے، مگر وقت ملاقات کے سلام اور مصافحہ کچھ بھی نہیں کرتے، گویا وقت ملاقات کے یہ مسنون ہی نہیں ہے، پھر جہاں نماز سے فرصت ہوئی، ہر شخص نے مصافحہ یا معانقہ کرنا شروع کیا، گویا وقت مسنون اب آیا اور اس مصافحہ و معانقہ کو لوگ سنت صلوٰۃ عیدین کی سمجھتے ہیں۔ پس یہ مصافحہ و معانقہ جو اس خصوصیت کے ساتھ بعد نماز عیدین کے ہوتا ہے، بلاشک بدعت و محدث فی الدین ہے۔ اور معانقہ کا حال تو اوپر معلوم ہوا کہ وقت قدوم مسافر کے مسنون ہے اور سوائے اس کے مکروہ ہے۔ پس معانقہ بعد صلوۃ العیدین یہ بھی مکروہ ہوگا اور اس تخصیص کے ساتھ علاوہ کراہت کے بدعت بھی ہوگا۔

شیخ احمد بن علی حنفی رومی نے ''مجالس الأبرار و مسالک الأخیار'' میں لکھا ہے:

''المجلس الخمسون فی بیان المصافحة وفوائدها وبدعیتها فی غیر محلها۔ قال قال رسول الله ﷺ: ((ما من مسلمین یلتقیان فیتصافحان إلا غفر لهما قبل أن یتفرقا)) فیثبت شرعیة المصافحة عند لقاء المسلم لأخیه فینبغی أن توضع حیث وضعها الشرع۔ أما فی غیر حال الملاقاة مثل کونها عقیب صلوة الجمعة والعیدین کما هو العادة فی زماننا فالحدیث ساکت عنه فیبقی بلا دلیل، وقد تقرر فی موضعه أن ما لا دلیل علیه فهو مردود لا یجوز التقلید فیه، بل یرده ما روي عن عائشة أنه علیه السلام قال: ((من أحدث فی أمرنا هذا ما لیس منه فهو رد)) أي مردود۔ فإن الاقتداء لا یکون إلا بالنبی علیه السلام، إذ قال الله تعالی: وَمَآ اٰتٰکُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْهُ وَمَا نَهٰکُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوْا (الحشر: ۷) وقال فی آیة أخری: فَلْیَحْذَرِ الَّذِیْنَ یُخَالِفُوْنَ عَنْ اَمْرِهٖٓ اَنْ تُصِیْبَهُمْ فِتْنَةٌ اَوْ یُصِیْبَهُمْ عَذَابٌ اَلِیْمٌ (النور: ۶۳) علی أن الفقهاء من الحنفیة والشافعیة والمالکیة صرحوا بکراهتها وکونها بدعة۔'' (خزینة الأسرار ترجمة مجالس الأبرار ص: ۳۱۶)

''یعنی اور بدون وقت ملاقات کے جیسے بعد نماز جمعہ اور عیدین کے جو اس زمانے میں عادت جاری ہے، سو حدیث سے ثابت نہیں ہے۔ پس یہ بلا دلیل ہے اور اپنی جگہ میں یہ ثابت ہے کہ جس امر کی کچھ دلیل نہیں ہوتی تو وہ مردود ہوتا ہے، اس میں پیروی جائز نہیں۔ بلکہ یہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی روایت سے ہی رد ہوتا ہے کہ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا جس نے کچھ نئی بات نکالی ہمارے اس دین میں جو دین سے نہیں ہے سو وہ سب رد ہے۔ یعنی مردود ہے، کیونکہ پیروی سوائے نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کے کسی کی نہیں۔ اس واسطے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: ''اور جو دے تم کو رسول لے لو اور جس سے منع کرے اس کو چھوڑ دو'' اور ایک آیت میں فرمایا: ''سو ڈرتے رہیں جو لوگ خلاف کرتے ہیں اس کے حکم کا، کہ پڑے ان پر کچھ خرابی یا پہنچے ان کو عذاب دردینے والا''۔ علاوہ یہ ہے کہ فقہا حنفی اور شافعی اور مالکی مذہبوں نے اس مصافحہ کو صاف مکروہ کہا ہے اور بدعت بتایا ہے۔

قال فی الملتقط: ''یکره المصافحة بعد الصلوة بکل حال، لأن الصحابة ما صافحوا بعد الصلوة، ولأنها من سنن الروافض۔'' (دیکھیں: رد المحتار ۶ ۳۸۱)

''ملتقط میں ہے کہ مصافحہ بہرحال نماز کے بعد مکروہ ہے، اس واسطے کہ صحابہ رضی اللہ عنہم نے نماز کے بعد مصافحہ نہیں کیا اور اس لیے کہ یہ طریقہ رافضیوں کا ہے۔''

وقال ابن حجر من الشافعیة: ''ما یفعله الناس من المصافحة عقیب الصلوات الخمس بدعة ممکروهة، لا أصل لها فی الشریعة المحمدیة، ینبه فاعلها أولا بأنها بدعة مکروهة، ویعزر ثانیا إن فعلها۔''

''ابن حجر مکی شافعی نے کہا ہے کہ یہ جو لوگ پنج گانہ نمازوں کے بعد مصافحہ کیا کرتے ہیں، بدعت مکروہہ ہے، شریعت محمدیہ ﷺ میں اس کی کچھ اصل نہیں۔ مصافحہ کرنے والے کو پہلے بتلانا چاہیے کہ یہ بدعت مکروہ ہے اور اگر ترک نہ کرے تو پھر تعزیر دینی چاہیے۔''

وقال ابن الحاج من المالکیة فی المدخل: ''ینبغی أن یمنع الإمام ما أحدثوه من المصافحة بعد صلوة الصبح، وبعد صلاة الجمعة، وبعد صلوة العصر، وبل زاد بعضهم فعل ذلک بعد الصلوات الخمس، وذلک کله من البدع، وموضع المصافحة فی الشرع إنما هو عند لقاء المسلم لأخیه لا فی أدبار الصلوت، فحیث وضعها الشرع یضعها، وینهی عنها ویزجر فاعلها لما أتی من خلاف السنة، وهذا التصریح منهم یشعر بالإجماع فلا یجوز المخالفة، بل یلزم الاتباع لقوله تعالیٰ: وَمَنْ یُّشَاقِقِ الرَّسُوْلَ مِنْ بَعْدِ مَا تَبَیَّنَ لَهُ الْهُدٰی وَیَتَّبِعْ غَیْرَ سَبِیْلِ الْمُؤْمِنِیْنَ نُوَلِّهٖ مَا تَوَلّٰی وَنُصْلِهٖ جَهَنَّمَ ۚ وَسَآءَتْ مَصِیْرًا (النساء: ۱۱۵) ولو لم یصرح الفقهاء بکراهتها بل کانت مباحة فی نفسها لحکمنا فی هذا الزمان بکراهتها، إذا واظب علیها الناس، واعتقدوها سنة لازمة بحیث لا یجیزون ترکها، حتی وصل إلینا من بعض من اشتهر بالعلم أنه قال: هی من شعائر الإسلام، فکیف یترکها من کان من أهل الإیمان؟ فانظروا یا أهل الإنصاف إذا کان اعتقاد الخواص هکذا فاعتقاد العوام ماذا یکون؟ وکل مباح أدی إلی هذا فهو مکروه۔'' انتهی (المدخل ۲ ۲۱۹)

''اور ابن الحاج مالکی نے مدخل میں لکھا ہے : امام کو لازم ہے کہ مصافحہ سے جو بعد نماز صبح کے اور بعد نماز جمعہ کے اور بعد نماز عصر کے منع کردے ، بلکہ پنجگانہ نماز کے بعد کرنے لگے ہیں ، یہ تمام بدعت ہے ، کیونکہ شرع میں مصافحہ کا مقام صرف وقت ملاقات مسلم کا ہے بھائی مسلمان سے ، نمازوں کے بعد نہیں ہے ۔ پھر جس جگہ شرع نے مقرر کیا ہے اسی جگہ قائم رکھنا چاہیے ، اور مصافحہ سے منع کرنا چاہیے اور مصافحہ کرنے والوں کو زجر کرنا چاہیے جبکہ خلافِ سنت کرنے لگیں ۔ اور ان کی اس تصریح سے اجماع معلوم ہوتا ہے ، جس کی مخالفت جائز نہیں ہے ، بلکہ اتباع لازم ہے ، واسطے قول اللہ تعالیٰ کے : '' اور جو کوئی مخالفت کرے رسول کی جب کھل چکی اس پر راہ کی بات اور چلے خلاف سب مسلمانوں کی راہ سے ، سو ہم اس کو حوالہ کریں جو اس نے پکڑے اور ڈالیں اس کو دوزخ میں ، اور بہت بری جگہ پہنچا '' ۔ اور اگر فقہا اس مصافحہ کو صاف مکروہ نہ کہتے ، بلکہ فی نفسہ مباح ہوتا تو بھی ہم اس زمانے میں کراہت کا حکم کرتے ۔ اس لیے کہ لوگ اس پر جم گئے ہیں ، اور اسے سنت لازمہ جانتے ہیں کہ اس کا ترک کرنا جائز نہیں رکھتے ۔ یہاں تک کہ ہم کو یہ خبر پہنچی ہے ایک شخص سے جو صاحب علم مشہور ہے ، کہتا ہے کہ یہ مصافحہ اسلام کی نشانیوں میں سے ہے ، جو ایمان والا ہے اس کو کیوں کر چھوڑ سکتا ہے ؟ اب اے انصاف والو ! دیکھو تو جب خواص کا یہ اعتقاد ہو تو عوام کا کیا ہوگا ؟ اور جو امر مباح اس نوبت کو پہنچ جائے تو پھر وہ بھی مکروہ ہے ۔ ''

اور کہا حافظ ابن القیم نے '' إغاثۃ اللھفان '' میں :

'' إن العمل إذا جری علی خلاف السنۃ فلا اعتبار بہ ، ولا التفات إلیہ ، وقد جری العمل علی خلاف السنۃ منذ زمن طویل فإذن لابد لک أن تکون شدید التوقی من محدثات الأمور ، وإن اتفق علیہ الجھور ، ولا یغرنک إطباقھم ما أحدث بعد الصحابۃ بل ینبغی لک أن تکون حریصا علی التفتیش عن أحوالھم وأعمالھم فإن أعلم الناس وأقربھم إلی اللہ تعالی أشبھھم وأعرفھم بطریقھم إذ منھم أخذ الدین ، وھم الحجۃ فی نقل الشریعۃ عن صاحب الشرع ، ینبغی لک أن لا تبال بخالفتک لأھل عصرک فی موافقتک لأھل عصر النبی علیہ الصلوۃ والسلام ۔ ''

'' یعنی عمل جب خلاف سنت ہونے لگتا ہے تو اس کا کچھ اعتبار نہیں اور نہ اس کی طرف کچھ التفات ہے ۔ اور بے شک عمل برخلاف سنت مدت دراز سے جاری ہو رہا ہے ، سو اب تجھ کو ضرور ہے کہ محدثات یعنی نئی نئی باتوں سے بہت ہی ڈرتا رہے ، اگرچہ اس پر جمہور متفق ہوگئے ہوں ۔ سو تجھ کو ان کا اتفاق نئے امور پر جو بعد صحابہ کے ہوگئے ہیں ، فریب نہ دیدے ، بلکہ تجھ کو یہ لائق ہے کہ بہ حرص تمام ان کے احوال و اعمال کو ڈھونڈتا رہے ۔ کیونکہ تمام لوگوں میں بڑا عالم اور بڑا مقرب خدا تعالیٰ کا وہ ہے جو صحابہ سے بہت مشابہ اور ان کے طریقے سے خوب واقف ہے ، کیونکہ دین ان ہی سے حاصل ہوا ہے اور نقل شریعت میں وہی اصل ہیں ۔ سو تجھ کو لائق ہے کہ اس کی کچھ پرواہ نہ کرے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنھم کے موافقت کرنے میں اپنے زمانے کے لوگوں سے مخالفت ہوگی ۔ ''

اور '' رد المحتار حاشیۃ در مختار '' میں ہے :

'' ونقل فی تبیین المحارم عن الملتقط أنہ تکرہ المصافحۃ بعد أداء الصلوات بکل حال لأن الصحابۃ رضی اللہ عنھم ما صافحوا بعد أداء الصلوۃ ، ولأنھا من سنن الروافض ۔ '' انتھی (رد المحتار ۶ ۳۸۱)

'' تبیین المحارم میں ملتقط کے واسطے سے منقول ہے کہ نماز ادا کرنے کے بعد مصافحہ کرنا مکروہ ہے ، کیونکہ صحابہ کرام نے نماز ادا کرنے کے بعد مصافحہ نہیں کیا اور اس لیے بھی کہ یہ (مصافحہ) روافض کی سنتوں میں سے ہے ۔ ختم شد ۔ ''

اور شیخ عبد الحق نے ترجمہ مشکوۃ میں لکھا ہے :

'' آنکہ بعضے مردم مصافحہ میکنند بعد از نماز یا بعد از نماز جمعہ چیزے نیست و بدعت است از جہت تخصیص وقت '' انتھی (أشعۃ اللمعات ۴ ۲۲)

'' جو لوگ نماز کے بعد یا نماز جمعہ کے بعد مصافحہ کرتے ہیں ، یہ دین میں نہیں ہے اور وقت کی تخصیص کی وجہ سے بدعت ہے ۔ ''

اور کتاب مدخل شیخ ابن الحاج مالکی کی جلد دوم '' فصل فی المصافحۃ خلف الصلوۃ '' میں اس کی پوری بحث ہے اور عبارت اس کی اوپر گزری ۔ اور بھی مدخل دوم '' فصل فی سلام العیدین '' میں ہے :

''وأما المعانقة فقد كرهها مالك، وأجازها ابن عيينة، أعني عند اللقاء من غيبة كانت، وأما في العيدين لمن هو حاضر معك فلا، وأما المصافحة فإنها وضعت في الشرع عند لقاء المؤمن لأخيه، وأما في العيدين على ما اعتاده بعضهم عند الفراغ من الصلاة يتصافحون فلا أعرفه۔'' انتهى (المدخل ۲ ۲۸۸)

''رہا معانقہ تو اس کو مالک نے مکروہ قرار دیا ہے اور ابن عیینہ نے جائز قرار دیا ہے، یعنی اس وقت جب کہ غیابت کے بعد ملاقات ہو۔ رہا عیدین کے موقع پر معانقہ، تو اس شخص سے جو تمہارے ساتھ نماز میں شریک تھا تو یہ جائز نہیں، کیونکہ شرع نے ایک مومن کے اپنے بھائی سے ملاقات کے وقت کے لیے مصافحہ مشروع کیا ہے اور عیدین کے موقع پر جیسا کہ بعض لوگوں کی عادت ہے کہ نماز سے فراغت کے بعد مصافحہ کرتے ہیں، تو اس سلسلے میں کوئی دلیل میں نہیں جانتا۔ ختم شد۔''

یعنی معانقہ و مصافحہ بعد صلوۃ عیدین کے اس کی اصلیت ہم شرع سے نہیں پہچانتے ہیں۔ پھر علامہ ابن الحاج نے بعض علماء فاس ملک مغرب کا حال لکھا کہ

''أنهم كانوا إذا فرغوا من صلاة العيد صافح بعضهم بعضا۔''

''وہ لوگ جب عید کی نماز سے فارغ ہوتے تو ایک دوسرے سے مصافحہ کرتے۔''

اس کے بعد علامہ ابن الحاج نے ان لوگوں کے اس فعل کو رد کیا اور فرمایا:

''فإن كان يساعده النقل عن السلف فيا حبذا، وإن لم ينقل عنهم فتركه أولى۔'' (مصدر سابق)

''اگر اس عمل کو سلف کے عمل سے تقویت ملتی ہے تو بہت مبارک ہے، لیکن اگر سلف سے اس بابت کچھ منقول نہیں ہے تو اس کا ترک کردینا اولیٰ ہے۔''

یعنی ان علماءِ فاس کے اس عمل کا ثبوت سلف صالحین صحابہ وتابعین سے ہو تو بہت بڑی عمدہ بات ہے اور اگر ثابت نہ ہو تو اس کو چھوڑ ہی دینا بہتر ہے۔ اور اوپر معلوم ہوا کہ اس فعل کا ثبوت نہیں ہے، پس یہ فعل بدعت ہے اور عمل علماءِ فاس حجت نہیں ہے اور اوپر حافظ ابن القیم کی عبارت سے معلوم ہوا کہ جب عمل خلاف سنت ہونے لگتا ہے تو اس کا کچھ اعتبار نہیں ہے۔

پس حاصل کلام یہ ہوا کہ مصافحہ و معانقہ عید الفطر اور عید الاضحیٰ کی نماز کے بعد بدعت ہے۔

ھذا ما عندی واللہ اعلم بالصواب

مجموعہ مقالات، وفتاویٰ

صفحہ نمبر 468

محدث فتویٰ